4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

شکل 4.1: پہلی سہ ماہی میں بجٹ توازن (جی ڈی پی کا فیصد)

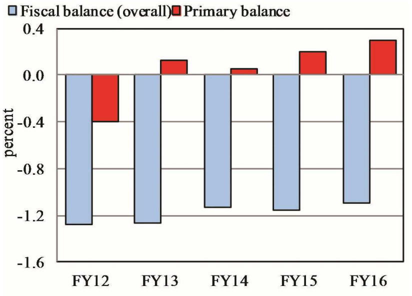

Source: Ministry of Finance

مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 1.1 فیصد تھا جو گذشتہ سال اسی مدت کی نسبت معمولی سی بہتری ظاہر کر رہا ہے۔[1] کم مہنگائی کے حالات میں ٹیکس وصولی اگرچہ توقع سے کم رہی تاہم اخراجاتِ جاریہ میں معتدل نمو بجٹ خسارے میں کمی کی بنیادی وجہ تھی۔ اخراجات پر قابو رکھنے سے بنیادی توازن بہتر بنانے میں بھی مدد ملی جو مالیاتی کارکردگی کا ایک اہم اظہار یہ ہے (**شکل 4.1**)۔

ایف بی آر نے پہلی سہ ماہی میں توقع سے تقریباً 40 ارب روپے کم ٹیکس وصول کیا جس کی اہم وجہ سیلز ٹیکس میں سست روی تھی۔ دوسری جانب براہِ راست ٹیکسوں میں معقول اضافہ ہوا جس کا سبب م س 16ء کے وفاقی بجٹ میں کیے گئے نئے اقدامات ہیں (**باکس 4.1**)۔ نان ٹیکس محاصل سے بھی کوئی مدد نہیں ملی جو گذشتہ سال کی سطح پر رہے۔

چنانچہ مالیاتی یکجائی کا بوجھ سرکاری اخراجات پر پڑا۔ تاہم یہ امر مثبت ہے کہ حکومت اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ معتدل رکھنے میں کامیاب رہی اور رقوم کی آمد کا رُخ ترقیاتی کاموں کی طرف موڑ دیا۔[2] تاہم ان اخراجات میں مزید کمی لانی چاہیے اور مالیاتی خسارے کو حد میں رکھنے کی غرض سے، نقصان میں جانے والے سرکاری اداروں اور گردشی قرضے سے متعلق اخراجات کو کم سے کم رکھنا چاہیے۔

دریں اثنا بجٹ خسارے کی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں سے قرض پر بہت انحصار کیا گیا جو سہ ماہی کے دوران 443 ارب روپے تک بڑھ گئی۔ ایک اور اچھی بات یہ ہے کہ حکومت نے مرکزی بینک کو اپنا کچھ قرضہ ادا کر دیا۔ اسی طرح بیرونی وسائل سے، جو بیشتر عالمی منڈی میں یورو بانڈ کے اجرا سے حاصل ہوئے، بجٹ خسارے کو پورا کرنے میں مدد ملی۔[3]

---

1 م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں میزانی خسارہ جی ڈی پی کا 1.2 فیصد تھا۔ م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ روپے کے لحاظ سے 2.7 فیصد کم ہو کر 328 ارب روپے رہ گیا۔ اس کے مقابلے میں م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے لیے میزانی خسارے کا آئی ایم ایف کے ساتھ طے شدہ ہدف 294 ارب روپے تھا۔

2 اس کے نتیجے میں م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں پی ایس ڈی پی میں 57.4 فیصد نمو ہوئی جو حوصلہ افزا ہے۔

3 پاکستان نے ستمبر 2015ء میں بین الاقوامی بانڈ مارکیٹ میں 500 ملین ڈالر کا دس سالہ بانڈ جاری کیا جس کی علامتی شرح 8.25 فیصد ہے۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ

ارب روپے، نموفیصد میں

	بجٹ م س16ء	حقیقی		نمو	
		پہلی سہ ماہی م س15ء	پہلی سہ ماہی م س16ء	پہلی سہ ماہی م س15ء	پہلی سہ ماہی م س16ء
الف۔ مجموعی محاصل	4,688	839.7	937.0	1.2	11.6
ٹیکس محاصل	3,729	626.9	723.5	11.7	15.4
نان ٹیکس محاصل	958	212.9	213.5	-20.8	0.3
ب۔ مجموعی اخراجات	6,017	1176.5	1265.1	5.4	7.5
مجموعی اخراجات (درج)		1170.2	1254.0	12.7	7.2
جاری[1]	4,786	1050.1	1085.2	20.9	3.3
جس میں سے					
سودی ادائیگیاں	1,280	394.5	415.9	31	5.4
ترقیاتی	1,231	115.3	169.9	32.3	47.4
پی ایس ڈی پی	1,235	93.0	146.3	16.9	57.4
دیگر		22.3	23.6	193.3	5.7
خالص قرض گاری		4.8	-1.1		
شماریاتی فرق		6.4	11.1		
مالیاتی توازن (الف – ب)	-1,305	-336.8	-328.2		
مالکاری	1,305	336.8	328.2		
بیرونی ذرائع	322	-13.5	55.3		
ملکی ذرائع	983	350.3	272.9		
بینکاری نظام	283	139.9	139.4		
اسٹیٹ بینک	-65	-39.0	-304.4		
جدولی بینک	348	178.9	443.8		
غیر بینک	650	210.4	133.5		
جی ڈی پی کا فیصد					
مجموعی مالیاتی توازن	-4.3	-1.2	-1.1		
محاصل کا توازن	-0.3	-0.7	-0.5		
ابتدائی توازن	-0.2	0.2	0.3		

1 اس میں پنشن، گرانٹس، زرِاعانت اور عمومی سرکاری اخراجات شامل ہیں۔

ماخذ: وزارت خزانہ

4.2 محاصل

محاصل کی وصولی 11.6 فیصد بڑھی جو گذشتہ سال کی مایوس کن 1.2 فیصد نمو سے بہتر ہے۔ اگرچہ نان ٹیکس محاصل میں حقیقتاً کوئی نمو نہیں ہوئی تاہم ٹیکس وصولی میں 15.4 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ ٹیکس وصولی کی رفتار حوصلہ افزا ہے تاہم اب بھی مطلوبہ رفتار سے کم ہے: م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں کی گئی ٹیکس وصولی پورے سال کے ہدف کا 19.3 فیصد ہے، تاہم ماضی میں رائج رہنے والے رجحانات کے مطابق اسے سالانہ محاصل کا تقریباً 21 فیصد ہونا چاہیے تھا (**شکل 4.2**)۔

باکس 4.1 : ٹیکس کے بارے میں وفاقی بجٹ م س16ء میں اعلان کردہ اہم اقدامات [4]

م س16ء کے وفاقی بجٹ میں حکومت نے ٹیکس اور جی ڈی پی کی شرح 11.1 فیصد کرنے اور خسارے کو جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک محدود کرنے پر توجہ دی۔ سال کے دوران ٹیکسوں میں 17.5 فیصد نمو متعین کی گئی اور ٹیکس کے حوالے سے کئی نئے اقدامات متعارف کرائے گئے۔ اس سلسلے کی اہم تجاویز ذیل میں دی گئی ہیں:

نئے ٹیکس /شرح میں اضافے

- عارضی طور پر بے گھر افراد کی بحالی کی خاطر، افراد کی اس آمدنی پر ایک بار 3 فیصد کٹوتی جو 500 ملین روپے سے زائد ہو، اسی طرح مذکورہ حد سے زائد آمدنی پر اداروں، کمپنیوں اور بینکوں سے 4 فیصد کٹوتی۔
- فائلرز اور نان فائلرز کے لیے جداگانہ ٹیکس اسکیم کے پھیلاؤ میں توسیع، تاکہ ٹیکس فائل کرنے کی ترغیب دی جائے: مثال کے طور پر فائلرز منافع منقسمہ پر 10 فیصد کے بجائے 12.5 فیصد ٹیکس ادا کریں گے جبکہ نان فائلرز 17.5 فیصد دیں گے۔
- ٹیکس ریٹرن داخل نہ کرانے والے افراد بینکوں کے ساتھ جو بھی لین دین کریں گے ان تمام پر 0.6 فیصد انکم ٹیکس عائد ہوگا۔ بعد میں متعلقہ فریقوں کے ساتھ گفت وشنید کے نتیجے میں اس شرح کو گھٹا کر 0.3 فیصد کردیا گیا۔
- کیپٹل گین ٹیکس پہلے سال کے لیے 12.5 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کردیا گیا، اگلے سال کے لیے اس کی شرح 10 فیصد سے بڑھا کر 12.5 فیصد کردی گئی۔
- ٹیکس بطراج دور کرنے کے لیے بینکنگ کمپنیوں کی آمدنی کے تمام ذرائع پر یکساں شرح 35 فیصد عائد کی گئی۔
- مختلف طرح کے استثنا میں (ایس آر او کے تحت) 120 ارب روپے تک کمی۔

ٹیکس کی شرح میں کمی /رعایت

- کسٹم ڈیوٹی کے مدارج کی تعداد کم کر کے 4 کردی گئی تاکہ اس عمل کو سادہ بنایا جائے، نیز ڈیوٹی کی شرحیں 25 فیصد سے کم کر کے 20 فیصد کردی گئیں۔
- کارپوریٹ انکم ٹیکس کی شرح میں کمی کا منصوبہ، جس کے تحت سالانہ ایک فیصد کمی کی جائے گی اور اسے 35 فیصد سے کم کر کے اگلے چھ سال کے دوران 30 فیصد پر لایا جائے گا۔
- تنخواہ دار ٹیکس دہندگان کو رعایت دی گئی، جن تنخواہ داروں کی آمدنی 4 لاکھ روپے سے زائد لیکن 5 لاکھ روپے سے کم ہے ان پر انکم ٹیکس کی شرح 5 فیصد سے گھٹا کر 2 فیصد کردی گئی۔
- تعمیراتی مشینری کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی 30 فیصد سے گھٹا کر 20 فیصد کردی گئی۔
- کاشت کاری میں مشینوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے 17 فیصد کے بجائے 7 فیصد یعنی پست سیلز ٹیکس (نان ایڈجسٹ ایبل) متعارف کرایا گیا۔ اسی طرح زرعی مشینری کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، اور ودہولڈنگ ٹیکس کی شرحیں کم کرنے کی بھی تجویز دی گئی۔
- بعض شعبوں کی ترقی کے لیے حکومت نے ٹیکس استثنیٰ کا اعلان کیا ہے۔ ان شعبوں میں حلال غذائی مصنوعات کو چار سال کے لیے، اور چاول کی ملوں کو ایک سال کے لیے ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ حکومت نے ترقیاتی منصوبوں کو 10 سال کے لیے ٹیکسوں سے مستثنیٰ کیا ہے اور بجلی پہنچانے کی لائنیں بچھانے کا اعلان کیا ہے، جبکہ شمسی توانائی اور ہوائی توانائی بنانے کے آلات تیار کرنے کے منصوبوں کو 5 سال کے لیے ٹیکس سے استثنیٰ دیا ہے۔

پہلی سہ ماہی میں ہونے والی کمی کا مطلب یہ ہے کہ سالانہ ہدف پورا کرنے کے لیے اگلی سہ ماہیوں میں زیادہ بلند نمو درکار ہوگی۔ مثال کے طور پر 3,729 ارب روپے سالانہ ہدف، اور اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ سالانہ ہدف کا تقریباً 25 فیصد دوسری سہ ماہی میں جمع کیا جاتا ہے، رواں مالی سال دوسری سہ ماہی میں 24.6 فیصد نمو درکار ہوگی (**شکل 4.2**)۔

4 حکومت نے پہلی سہ ماہی میں محاصل کی کمی پوری کرنے کے لیے نومبر 2015ء میں بعض اضافی اقدامات کیے جن میں سے چند ایک یہ ہیں: (i) پُرتعیش اور غیر ضروری اشیا (بشمول پھل، سبزی، بیکری کی مصنوعات، سامانِ آرائش وزیبائش، شیمپو، بعض سینٹری آلات) پر 5 سے 10 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کی گئی، (ii) تمام اشیا پر ایک فیصد کسٹم ڈیوٹی عائد کی گئی، (iii) سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھا دی گئی، اور (iv) پرانی اور استعمال شدہ گاڑیوں (ہزار سی سی سے زائد) کی درآمد پر عائد مستقل ڈیوٹی بڑھا دی گئی (ماخذ: ایس آر او 1177(1)/2015 اور ایس آر او 1178(1)/2015)۔

ایف بی آر ٹیکس

سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 11.6 فیصد نمو ہوئی (جدول 4.2)۔[5] یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ براہِ راست ٹیکسوں میں ایک بار پھر عمدہ نمو یعنی 26.3 فیصد دیکھی گئی جس کے سبب مجموعی ٹیکسوں میں اس کا حصہ بھی بڑھ گیا جو م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں 35.3 فیصد تھا اور م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں 39.9 فیصد ہو گیا۔[6] براہِ راست ٹیکسوں میں اضافے کا اہم سبب ودہولڈنگ ٹیکس کا پھیلاؤ ہے (باکس 4.2)۔

شکل 4.2 : ٹیکس وصولی کا موسمی انداز (فیصد حصہ)

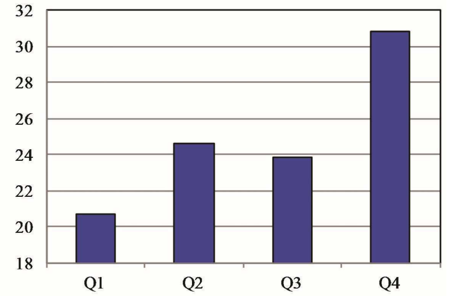

Source: Ministry of Finance

جدول 4.2 :ایف بی آر کی ٹیکس وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	بجٹ م س 16ء	حقیقی		نمو	
		پہلی سہ ماہی م س 15ء	پہلی سہ ماہی م س 16ء	پہلی سہ ماہی م س 15ء	پہلی سہ ماہی م س 16ء
براہِ راست	1,348	189.7	239.7	17.3	26.3
ودہولڈنگ ٹیکس	دستیاب نہیں	141.1	171.9	20.4	21.8
بالواسطہ	1,756	348.1	360.5	11.0	3.6
کسٹم	299	64.5	79.6	23.1	23.4
سیلز ٹیکس	1,250	258.2	253.4	9.5	-1.9
فیڈرل ایکسائز	206	25.4	27.5	0.0	8.2
مجموعی ٹیکس	**3,104**	**538**	**600**	**13.1**	**11.6**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

دوسری جانب، بالواسطہ ٹیکسوں میں 3.6 فیصد کی معمولی نمو دیکھی گئی حالانکہ گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 11 فیصد کی معتدل نمو ہوئی تھی۔ ایندھن کے نرخوں میں مجموعی کمی اور نتیجتاً مہنگائی کی شرح گرنے سے سیلز ٹیکس کی وصولی پر برا اثر پڑا جس میں سہ ماہی کے دوران منفی نمو ظاہر ہوئی۔[7] دریں اثنا کسٹم ڈیوٹی میں 23.4 فیصد نمو ہوئی جس کا سبب درآمدی اشیا پر بڑھتے ہوئے نرخ کے علاوہ کسٹم لیوی کے تحت نئی اشیا کی شمولیت تھی۔[8]

5 مجموعی ٹیکس محاصل میں ایف بی آر کے ٹیکسوں کا تناسب اگرچہ اب بھی 80 فیصد سے زائد ہے تاہم اب وہ کم ہو رہا ہے کیونکہ صوبوں کو ٹیکس نظام نافذ کرنے کے حوالے سے زیادہ اختیارات دے دیے گئے ہیں۔

6 براہِ راست ٹیکسوں کے تناسب میں اضافہ خوش آئند ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹیکسوں کے ڈھانچے میں راجعیت (regressiveness) کم ہو رہی ہے۔

7 پیٹرولیم گروپ میں پیٹرول کی قیمت (سال بسال) 29 فیصد گری جبکہ ڈیزل کی قیمت 22 فیصد گری۔

8 حکومت نے م س 16ء کے بجٹ میں بہت سی رعایتیں اور استثنیٰ ختم کرنے کی تجویز دے کر کسٹم ڈیوٹی کو معقول بنایا۔

باکس 4.2 : ودہولڈنگ ٹیکسوں پر بڑھتا ہوا انحصار

شکل 4.2.1 : ودہولڈنگ ٹیکسوں کا افزونی رجحان (فیصد)

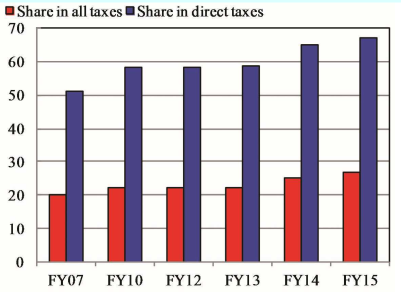

Source: Federal Board of Revenue

حکومتیں دنیا بھر میں ودہولڈنگ ٹیکس آمدنی کے ذرائع پر، اور مصنوعات اور خدمات کی خریداری پر لگاتی ہیں۔ پاکستان کو برطانوی ''انکم ٹیکس آرڈیننس (آئی ٹی او) 1922ء'' کے تحت تنخواہ اور سودی آمدنی پر ودہولڈنگ ٹیکس کا نظام ورثے میں ملا جسے 1979ء کے انکم ٹیکس آرڈیننس نے منسوخ کیا۔ 1990ء کے دوران ودہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ کافی بڑھا کر مختلف لین دین پر اسے عائد کیا گیا، بیشتر ودہولڈنگ ٹیکسوں کو قیاسی (presumptive) بنا دیا گیا۔ حال ہی میں اس کا دائرہ مزید بڑھا دیا گیا تاکہ ٹیکس نیٹ وسیع کر کے ٹیکس بہ نسبت جی ڈی پی کی گرتی ہوئی شرح کو روکا جائے۔ ایک طرف وسیع اور غیر رسمی معیشت کی موجودگی میں اور رضا کارانہ ٹیکس ادائیگی کی روایت نہ ہونے کے باعث، اور دوسری طرف ٹیکس انتظامیہ میں ساختی مسائل کے سبب ودہولڈنگ ٹیکس محاصل جمع کرنے کا بہت مقبول ذریعہ بن چکا ہے۔

ودہولڈنگ ٹیکس کی کچھ خوبیاں ہیں۔ اسے محاصل جمع کرنے کا کم لاگتی طریقہ سمجھا جاتا ہے، اس میں رساؤ (leakages) کے امکانات کم ہیں، اور ٹیکس دہندگان اور ٹیکس حکام کے مابین رابطہ بھی کم سے کم ہوتا ہے، چنانچہ اسے مختلف خدمات اور ذرائع آمدن پر نافذ کر کے اس کا دائرہ بڑھانا آسان طریقہ ہے۔ حال ہی میں ایف بی آر نے ودہولڈنگ ٹیکس کا ایک طریقہ کار متعارف کرایا ہے، جس کے تحت انکم ٹیکس ریٹرن فائل کرانے والوں، اور فائل نہ کرانے والوں کو الگ الگ رکھا گیا ہے۔ اس کا مقصد معیشت کو دستاویزی شکل دینا ہے جس کے تحت ٹیکس ریٹرن فائل کرانے والے پست شرح سے ٹیکس ادا کریں گے، جبکہ فائل نہ کرانے والوں پر زائد شرح عائد ہوگی، اس طرح ٹیکس فائل کرنے کی ترغیب بڑھے گی۔[9]

ودہولڈنگ ٹیکس کا دائرہ بڑھانے، اور فائلرز اور نان فائلرز کے لیے الگ الگ شرحیں مقرر کرنے کے نتیجے میں مس 15ء کے دوران براہ راست ٹیکسوں میں اس کا حصہ بڑھ کر 67.1 فیصد ہو گیا جو تین سال پہلے 60 فیصد سے بھی کم تھا (**شکل 4.2.1**)۔ اس کے علاوہ مجموعی ٹیکس وصولی میں ودہولڈنگ ٹیکس کا حصہ مس 15ء میں 26 فیصد سے بڑھ گیا، اس طرح یہ ٹیکس کا سب سے زیادہ قابلِ بھروسہ ذریعہ بن گیا۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران ودہولڈنگ ٹیکس کی تمام ذرائع سے وصولی میں 24.5 فیصد مرکب سالانہ شرح نمو دیکھی گئی جبکہ ایف بی آر کے تمام ٹیکسوں میں نمو 8.9 فیصد رہی۔

ودہولڈنگ ٹیکس کے اہم ماخذات معاہدے اور بین الاقوامی تجارت ہے، جو مجموعی وصولی میں نصف کے ذمہ دار ہیں۔ تنخواہوں سے کٹوتی کر کے لیا جانے والا ودہولڈنگ ٹیکس اپنے مجموعے کا 11.5 فیصد ہوتا ہے۔ دیگر ماخذات بینکوں کا سود اور تمسکات اور نقد رقوم نکلوانا ہیں۔[10]

بینکوں سے لین دین پر جو ودہولڈنگ ٹیکس عائد ہوتا ہے اسے مس 16ء کے بجٹ میں مزید بڑھا دیا گیا ہے، نان فائلرز پر بھاری شرح سے وصولی کی جائے گی۔[11] اس اقدام سے اضافی محاصل کی وصولی کی امید ہے، نیز بینکوں سے رقوم کا غیر دستاویزی بہاؤ بھی روکا جا سکے گا۔ اگرچہ شعبہ بینکاری کے لیے اس کے بعض منفی مضمرات ہو سکتے ہیں، لوگ بینکوں سے بالا ہی بالا لین دین کا طریقہ چن سکتے ہیں، تاہم ہماری رائے یہ ہے کہ لوگ ایسا کوئی طریقہ زیادہ دیر تک نہیں اپنائیں گے، طویل مدّت میں یہ ٹیکس اقتصادی لین دین کو دستاویزی صورت دینے میں مددگار رہوگا۔

اس سے قطع نظر ودہولڈنگ ٹیکس میں بعض خامیاں بھی ہیں، (الف) ودہولڈنگ ٹیکس ایجنٹوں کو بعض چیزوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ وصولی کے طریقہ کار پر عمل پیرا ہونے کے لیے اور ایف بی آر کے پاس رقوم جمع کرانے کے لیے مزید افرادی قوت، آئی ٹی کے انفراسٹرکچر اور دیگر متفرق اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے، (ب) یوٹیلٹی (ٹیلی فون اور بجلی کے بلوں اور تعلیمی فیسوں وغیرہ کے) اخراجات پر ودہولڈنگ ٹیکس سے ٹیکس دہندگان پر اضافی بوجھ پڑتا ہے، اگرچہ اس کی رقم فائلرز کو واپس مل سکتی ہے، تاہم اس واپسی میں کافی تاخیر ہو جاتی ہے، اور (ج) بالواسطہ ٹیکسوں کی طرح اس کی بھی وصولی میں تناسب نہیں برتا جاتا، خصوصاً جب اس کا اطلاق لین دین پر ہوتا ہے۔

9 نئی صدی کے ابتدائی برسوں میں ٹیکس فائلرز کی تعداد میں متواتر اضافہ دیکھا گیا، فائلرز کی تعداد مس 07ء میں 18 لاکھ کی بلند ترین سطح تک جا پہنچی، تاہم یہ سلسلہ برقرار نہ رہ سکا اور مس 08ء سے مس 14ء تک کے دوران یہ تعداد گرتی رہی، حتیٰ کہ مس 14ء میں صرف ساڑھے سات لاکھ رہ گئی۔ اس کمی کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انکم ٹیکس عائد ہونے کی حد مس 14ء میں ایک لاکھ 80 ہزار روپے سے بڑھا کر چار لاکھ روپے کر دی گئی تھی۔ تاہم ایف بی آر کے اقدامات سے ٹیکس فائل کرنے میں بہتری آئی اور مس 15ء میں یہ تعداد ساڑھے آٹھ لاکھ ہو گئی، اور مس 16ء میں دس لاکھ سے بڑھ جانے کی توقع ہے۔

10 بینکوں سے نقد رقم نکلوانے پر ودہولڈنگ ٹیکس فنانس ایکٹ 2005ء میں متعارف کرایا گیا۔ ابتدا میں، یومیہ پچیس ہزار روپے سے زائد رقم نکلوانے پر 0.1 فیصد عائد کیا گیا۔ مس 07ء میں اسے بڑھا کر 0.2 فیصد اور مس 10ء میں 0.3 فیصد کر دیا گیا۔ دریں اثنا مس 13ء کے وفاقی بجٹ میں نقد رقم کی حد بڑھا کر یومیہ پچاس ہزار روپے کر دی گئی۔

11 دیکھیے **باکس 4.1**۔

جدول 4.3 :نان ٹیکس محاصل

ارب روپے

	بجٹ م س16ء	حقیقی		
		پہلی سہ ماہی م س14ء	پہلی سہ ماہی م س15ء	پہلی سہ ماہی م س16ء
مارک اپ (سرکاری شعبے کے ادارے اور دیگر)	57	56.8	0.9	0.9
منافع منقسمہ	88	3.7	10.9	16.3
اسٹیٹ بینک کا منافع	280	80.0	67.5	67.6
دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)	154	2.0	77.3	75.7
گیس اور تیل پر رائلٹی	59	19.2	20	17.6
پاسپورٹ اور دیگر فیس	25	4.0	2.7	3.4
خام تیل پر لی گئی رعایت	21	3.9	2.3	2.1
خام تیل پر موصول غیر متوقع لیوی	18	3.8	5.3	1.0
بیرونی گرانٹ	40	10.1	8	7.1
دیگر وفاقی	53	74.6	5.5	7.2
صوبائی	168	10.7	12.4	14.9
مجموعی نان ٹیکس محاصل	**963**	**268.8**	**212.9**	**213.5**

ماخذ: وزارت خزانہ

نان ٹیکس محاصل

نان ٹیکس محاصل میں 0.3 فیصد کی معمولی نمو (0.6 ارب روپے) ہوئی جس کا سبب یہ تھا کہ اس دوران کوئی بڑی یکبارگی (one-time) رقوم نہ آئیں جبکہ پچھلے برسوں میں ایسی رقوم سے محاصل کو بڑھاوا ملا تھا۔ علاوہ ازیں پیٹرولیم کی پست بین الاقوامی قیمتوں، خام تیل پر رعایت کے سبب وصول کیے گئے محصول اور غیر متوقع لیوی کی رقم گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی سے کم رہی اور توقع ہے کہ بجٹ ہدف پورا نہیں کر پائے گی (**جدول 4.3**)۔[12] اسی طرح، قیمت کے اثر کی بنا پر گیس اور تیل پر رائلٹی بھی کم ہوگئی۔ دریں اثنا اسٹیٹ بینک کے منافع، اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم اور منافع منقسمہ سے آمدنی جیسی اہم مدوں نے نان ٹیکس محاصل میں حسب سابق اپنا حصہ ڈالا۔

4.3 اخراجات

زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران مجموعی مالیاتی اخراجات میں 7.2 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ سال کی اسی مدّت کی نمو 12.7 فیصد سے خاصی کم ہے۔ یہ کمی وسیع البنیاد تھی، تاہم سودی ادائیگیوں میں، جو اخراجاتِ جاریہ میں سرِفہرست جز ہے، نمو میں تیزی سے کمی دیکھی گئی (**جدول 4.4**)۔

م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں سودی ادائیگیوں میں 5.4 فیصد کی معتدل نمو ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی علامتی ادائیگیوں میں پست نمو تھی، اور یہ پست نمو پست شرحِ سود اور م س 15ء کے دوران پی آئی بی کے ذریعے کم قرض گیری دونوں کی بنا پر ہوئی۔[13]

12 خام تیل پر حاصل کردہ رعایت دراصل تیل تلاش کرنے والی کمپنیوں کے تیار کردہ مقامی خام تیل کی قیمتِ فروخت میں حکومت کا حصہ ہے۔ اسی طرح تیل کی عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کی صورت میں حاصل ہونے والا منافع خام تیل پر غیر متوقع لیوی کی رقم ہے۔

13 حکومت نے م س 15ء کے دوران پی آئی بی کے ذریعے 933.2 ارب روپے قرض لیا جبکہ م س 14ء میں یہ 19 کھرب روپے تھا۔

اخراجاتِ جاریہ میں سست نمو سے حکومت کو اپنے ترقیاتی اخراجات بڑھانے کا موقع ملا، چنانچہ سہ ماہی کے دوران وفاقی حکومت کا پی ایس ڈی پی 80 فیصد بڑھ گیا جسے صوبائی پی ایس ڈی پی میں 40.6 فیصد اضافے سے بھی مدد ملی۔ وفاقی حکومت نے ٹرانسپورٹ کے انفرااسٹرکچر کو بہتر بنانے، ریلویز کی مرمت اور آبی وسائل میں بہتری اور تقسیمی نیٹ ورک پر کافی وسائل خرچ کیے۔ اس کے علاوہ پی ایس ڈی پی سے رقوم اعلیٰ تعلیم کمیشن، نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے ساتھ ساتھ بے گھر ہونے والے افراد کی بحالی پر بھی خرچ کی گئیں۔ اسی طرح صوبوں نے سڑکوں کی تعمیر کے ذریعے انفرااسٹرکچر کی ترقی پر اور رفاہِ عامہ پر ترقیاتی اخراجات بھی کیے۔

جدول 4.4 : پہلی سہ ماہی کے مالیاتی اخراجات (مجموعی) کا تجزیہ

ارب روپے، نمو فیصد میں

			نمو	
	م س15ء	م س16ء	م س15ء	م س16ء
مجموعی اخراجات	**1,176.5**	**1,265.1**	**5.4**	**7.5**
مجموعی اخراجات (درج)	1170.2	1254.0	12.7	7.2
جاری	1,050.1	1,085.2	20.9	3.3
وفاقی	772.1	768.2	20.7	-0.5
سودی ادائیگیاں	394.5	415.9	31.0	5.4
ملکی	375.9	396.9	31.3	5.6
بیرونی	18.6	19.0	24.8	2.2
پنشن	39.7	42.5	8.8	7.0
گرانٹ	52.8	56.7	26.3	7.3
دفاع	164.6	145.6	12.4	-11.5
نظم عامہ اور سلامتی	21.3	21.8	16.3	2.2
صحت اور تعلیم	12.7	16.5	-9.6	30.1
دیگر	86.7	69.2	6.5	-20.1
صوبائی	278	317.0	21.5	14.0
ترقیاتی	115.3	169.9	32.3	47.4
پی ایس ڈی پی	93.0	146.4	16.9	57.4
وفاقی	39.6	71.3	-11.9	80.0
صوبائی	53.4	75.1	54.4	40.6
دیگر ترقیاتی اخراجات	22.3	23.6	193.3	5.8
خالص قرض گاری	4.8	-1.2	-94.2	-124.0
شماریاتی فرق	6.3	11.2	-91.9	75.7

ماخذ: وزارتِ خزانہ

4.4 صوبائی سرکاری مالیات

مجموعی توازن میں صوبوں کی مالیاتی پوزیشن میں بگاڑ دکھائی دیا۔ توقع ہے کہ صوبے فاضل رقم برقرار رکھیں گے تاکہ یکجا مالیاتی نتائج کے لیے مطلوبہ گنجائش فراہم ہو سکے۔ تاہم مجموعی توازن گذشتہ سال سے کافی کم ہو چکا ہے، م س15ء کی پہلی سہ ماہی میں فاضل رقم 45.3 ارب روپے تھی جو م س16ء کی پہلی سہ ماہی میں 7.4 ارب روپے رہ گئی۔[14] اس کمی کا بڑا سبب صوبوں کے اخراجات میں 17.9 فیصد اضافے کے علاوہ قابلِ تقسیم پول سے منتقلیوں میں ہونے والی کمی ہے (جدول 4.5)۔[15]

سہ ماہی کے دوران صوبے اگرچہ 32.5 فیصد زائد ٹیکس جمع کرنے میں کامیاب ہوئے تاہم جمع شدہ محاصل ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہ تھے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد سے صوبے اگر چاہیں تو زرعی آمدنی اور مختلف خدمات پر ٹیکس نافذ کرسکتے ہیں، وفاقی حکومت نے بھی اخراجاتِ جاریہ کی بہت سی مدات مثلاً نظمِ عامّہ اور سلامتی، تعلیم اور صحت صوبوں کو منتقل کر دی ہیں جس سے ان کے اخراجاتِ جاریہ بڑھ گئے ہیں۔ چنانچہ اخراجاتِ جاریہ میں 13.6 فیصد اضافہ ہو گیا۔

14 یہ صوبائی میزانیوں کی رقوم پر مبنی ہے۔

15 ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 11.6 فیصد نمو کے برعکس صوبوں کو وفاقی منتقلیاں م س16ء کی پہلی سہ ماہی میں 7.2 فیصد کم ہو گئیں۔

جدول 4.5: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	مجموعہ	نمو
پہلی سہ ماہی م س 16ء						
مجموعی محاصل	167.7	103.4	55.1	39.8	366.0	-6.8
وفاقی محاصل میں حصہ	134.2	72.9	46.3	35.5	288.9	-7.2
ٹیکس	28.8	27.0	3.0	0.4	59.2	32.5
نان ٹیکس	7.0	1.4	5.2	1.2	14.9	19.9
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	-2.3	2.0	0.6	2.6	3.0	-87.8
مجموعی اخراجات	196.2	101.9	58.4	38.4	395.0	17.9
جاری	145.8	88.3	50.0	35.8	319.9	13.6
ترقیاتی	50.4	13.6	8.4	2.6	75.1	40.6
مجموعی توازن	-28.5	1.5	-3.3	1.4	-29.0	
مالکاری	31.3	-5.4	-13.0	-20.2	-7.4	
پہلی سہ ماہی م س 15ء						
مجموعی محاصل	183.5	104.9	63.6	40.7	392.7	1.1
وفاقی محاصل میں حصہ	145.3	79.2	52.3	34.5	311.3	-3.5
ٹیکس	23.9	17.5	3	0.3	44.7	6.2
نان ٹیکس	5.4	1.7	4.7	0.6	12.4	15.9
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	8.9	6.5	3.6	5.3	24.3	88.4
مجموعی اخراجات	150.9	95	59.9	29.1	334.9	25.6
جاری	120.3	81.9	52.7	26.8	281.7	21.2
ترقیاتی	30.6	13.2	7.3	2.3	53.4	54.3
مجموعی توازن	32.6	9.8	3.6	11.6	57.6	-52.5
مالکاری	-16.7	-6.4	-9.1	-13.1	-45.3	

ماخذ: وزارت خزانہ

تفصیلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں پنجاب کو 31.3 ارب روپے کا بڑا خسارہ ہوا جبکہ گذشتہ مالی سال اسی مدّت میں 16.7 ارب روپے فاضل تھے۔ ترقیاتی اخراجات کی بنا پر اس سہ ماہی میں پنجاب کے اخراجات 30 فیصد بڑھ گئے تاہم اس کے محاصل میں 8.6 فیصد کمی آ گئی۔ دیگر تمام صوبوں نے فاضل رقم حاصل کی جس میں سب سے آگے بلوچستان ہے۔ اگرچہ دوسرے صوبوں کے مجموعی محاصل بھی مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کی نسبت کم رہے تاہم انہوں نے اپنے اخراجات پر قابو پا کر فاضل رقم حاصل کی۔

4.5 سرکاری قرضہ

م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے سرکاری قرضوں کا حجم 768.8 ارب روپے بڑھ کر آخر ستمبر 2015ء کو 185 کھرب روپے تک جا پہنچا۔ اس اضافے میں ملکی اور بیرونی دونوں قرضے شامل تھے (جدول 4.6)۔

ملکی قرضہ

مالیاتی خسارے میں کچھ بہتری اور بیرونی وسائل کی اضافی دستیابی کے باوجود زیرِ جائزہ مدّت کے دوران ملکی قرضہ گذشتہ سال کی اسی مدّت کے مقابلے میں تقریباً تین گنا بڑھ گیا (**جدول 4.7**)۔ مرکزی بینک میں سرکاری امانتوں کا عارضی ذخیرہ اس کی وجہ ہے۔[16]

جدول 4.6: قرضے کا بوجھ

اربروپے

	حجم		مطلق فرق	
	جون2015ء	**ستمبر2015ء**	**پہلی سہ ماہی م س15ء**	**پہلی سہ ماہی م س16ء**
سرکاری قرضہ	**17,757.7**	**18,526.5**	**215.1**	**768.8**
ملکی سرکاری قرضہ	12,192.5	12,714.6	189.4	522.1
ملکی بیرونی قرضہ	5,565.2	5,811.9	25.7	246.7
بیرونی سرکاری قرضہ	4,770.0	4,952.7	16.8	182.7
آئی ایم ایف سے لیا گیا قرضہ	417.6	475.3	1.7	57.7
بیرونی واجبات	377.6	383.9	7.2	6.3
یادداشتی اجزا				
سرکاری قرضہ (وزارت خزانہ)[1]	17,380.2	18,142.6	207.8	762.5

1 وزارت خزانہ کے نزدیک سرکاری قرضہ ''مجموعی قرضے کا وہ حصہ ہے جسے براہِ راست حکومتی محاصل سے وصول کیا جائے، یا پھر وہ جو آئی ایم ایف سے لیا گیا ہو''۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

گذشتہ سال کی طرح م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھی حکومت نے کمرشل بینکوں سے قرض لینے کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنا کچھ قرضہ اسٹیٹ بینک کو لوٹایا۔ اس حکمتِ عملی سے حکومت نے نہ صرف آئی ایم ایف کی آخر ستمبر 2015ء کی اُس شرط کو پورا کیا جو اس نے اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرضے پر لگائی ہے بلکہ ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت سہ ماہی قرض گیری صفر رکھنے کی پابندی پر بھی عمل کیا۔

جدول 4.7 : حکومتی ملکی قرضے میں مطلق فرق

اربروپے

	پہلی سہ ماہی م س15ء	**پہلی سہ ماہی م س16ء**
سرکاری ملکی قرضہ	**189.4**	**522.1**
مستقل قرضہ	248.0	90.8
جس میں سے		
پی آئی بی	234.0	55.6
رواں قرضہ	-112.9	377.4
جس میں سے		
مارکیٹ ٹریژری بل	37.2	614.7
ایم آر ٹی بی	-216.7	-58.2
ایم آر ٹی بی کی یکمشت فروخت	66.6	-179.1
غیر رقمی قرضہ	54.1	53.7
بیرونی کرنسی میں قرضے	0.2	0.1

ماخذ: اسٹیٹ بینک

کمرشل بینکوں سے قرض گیری کے رجحان سے پتہ چلتا ہے کہ ملکی قرضے میں طویل مدتی تمسکات کا تناسب سہ ماہی کے دوران گر گیا۔ دوسری طرف مارکیٹ ٹریژری بل کا تناسب آخر ستمبر 2015ء تک بڑھ کر 21.7 فیصد ہو گیا جو آخر جون 2015ء کو 17.6 فیصد تھا (**شکل 4.3**)۔ یہ تبدیلیاں پست سودی ادائیگیوں کے حوالے سے مالیاتی بوجھ کم کر سکتی ہیں تاہم آگے چل کر حکومت کے لیے اجرائے ثانی (رول اوور) اور ری پرائسنگ کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔[17]

16 اسٹیٹ بینک کے پاس حکومت کی امانتیں م س16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 252 ارب روپے بڑھ گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 161.5 ارب روپے کی واقع ہوئی تھی۔

17 اجرائے ثانی کے خطرے کا مطلب ایک مخصوص مدت میں واجب ہونے والے قرضے کی نو مالکاری میں ناکامی ہے اگر قرض گیری کی نئی شرح غیر معمولی طور پر بلند ہو یا قرضے کی خریداری میں سرمایہ کاروں کی دلچسپی نہ ہو۔ نو قیمت بندی (یا شرح سود) کے خطرے کا مطلب اس بات کا امکان ہے کہ نو مالکاری کے وقت سود کی شرحیں بلند تر ہوں۔

کمرشل بینکوں کے نقطۂ نظر سے طویل مدّتی تمسکات اب بھی پُرکشش تھیں کیونکہ وہ پالیسی ریٹ میں کمی کی توقع کر رہے تھے۔ چنانچہ بینک سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے۔ پی آئی بی کی نیلامیوں میں بینکوں کی پیش کردہ مجموعی رقم ہدف کا تقریباً چار گنا زائد تھی (جدول 4.8)۔ اس کے پس پردہ ایک اہم عامل یہ تھا کہ پی آئی بی کے لیے کافی بڑا میعادی پریمیم دستیاب تھا۔[18] تاہم نیلامیوں کا نتیجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت اپنے قبل از نیلامی اہداف پر جمی رہی۔

شکل 4.3: ملکی قرضے میں حصہ

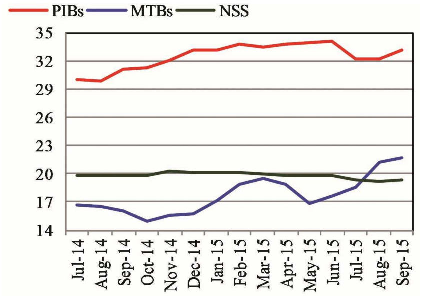

Source: State Bank of Pakistan

جدول 4.8: ایم ٹی بی اور پی آئی بی کی نیلامی کا خاکہ (عرفی مالیت)

ارب روپے

نیلامی کی تاریخ	ہدف	پیشکش	قبولیت1	عرصیت2
ایم ٹی بی				
9 جولائی 2015ء	150.0	143.9	102.9	81.6
23 جولائی 2015ء	125.0	263.8	220.0	67.3
6 اگست 2015ء	225.0	360.3	356.5	140.4
20 اگست 2015ء	300.0	248.6	239.5	*263.1
3 ستمبر 2015ء	150.0	210.5	195.6	101.3
17 ستمبر 2015ء	250.0	160.0	146.1	208.8
پہلی سہ ماہی م س 16ء	**1200.0**	**1387.0**	**1260.6**	**862.6**
پی آئی بی				
15 جولائی 2015ء	100	175.5	51.7	139.3
12 اگست 2015ء	50	364.4	63.1	16.7
9 ستمبر 2015ء	50	252.8	87.9	7.3
پہلی سہ ماہی م س 16ء	**200**	**792.6**	**202.7**	**163.3**

1 صرف مسابقتی بولیاں

2 پی آئی بی کی عرصیتیں پورے مہینے سے متعلق ہیں۔

* 186.5 ارب روپے کے ایم ٹی بی کی یکمشت عرصیتیں شامل ہیں۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک

قومی بچت اسکیموں کے ذریعے جمع کردہ رقوم

قومی بچت اسکیموں پر منافع کی شرحوں میں بار بار کمی کے باوجود ان اسکیموں میں جمع کی گئی رقوم کی نمو م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی گذشتہ سال کی طرح برقرار رہی (جدول 4.9)۔[19] ان اسکیموں میں بیشتر رقم اسپیشل سیونگ اکاؤنٹ اور بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ سے آئی جس کا خالص اضافہ بالترتیب 19.7 ارب روپے اور 22.6 ارب روپے رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسپیشل سیونگ اسکیم میں سرمایہ کاری خاصی کم ہوگئی جس کی اہم وجہ یہ تھی کہ سہ ماہی کے دوران بڑی تعداد میں میعادوں کی تکمیل ہوئی۔

بیرونی قرضہ اور واجبات

سہ ماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات 935.3 ملین ڈالر اضافے سے آخر ستمبر 2015ء کو 55.6 ارب ڈالر تک جا پہنچے۔ اس اضافے

18 جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، بینکوں کو توقع تھی کہ گرتی ہوئی گرانی کے تناظر میں شرح سود کم ہوگی۔

19 قومی بچت اسکیموں پر منافع کی شرحیں اگست 2015ء کے دوران عارضی طور پر واپس لائی گئیں تاہم یہ م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں اب بھی پست ہیں۔

میں اہم حصہ 515 ملین ڈالر تجارتی قرضوں اور 500 ملین ڈالر یورو بانڈز کا تھا (جدول **4.10**)۔[20] اس کے علاوہ توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے تحت آٹھویں قسط پاکستان کو موصول ہوئی جس سے سہ ماہی کے دوران مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات میں 497.1 ملین ڈالر اضافہ ہو گیا۔[21]

جدول 4.9 : قومی بچت اسکیموں کے تحت خالص وصولیاں

ارب روپے

	م س13ء	م س14ء	م س15ء	م س16ء
ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ	17.9	1.7	3.2	0.6
اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ	13.7	3.7	17.1	7.3
ریگولر انکم سرٹیفکیٹ	12.2	5.0	14.6	-2.8
بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ	15.8	11.0	15.2	22.6
اسپیشل سیونگ اکاؤنٹ	73.1	3.8	-2.4	19.7
دیگر	4.7	0.4	4.4	5.7
مجموعہ	**137.3**	**25.6**	**52.1**	**53.1**

ماخذ : مرکزی محکمہ قومی بچت

بیرونی قرضوں کی خام تقسیم کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کو 1.5 ارب ڈالر موصول ہوئے جبکہ گذشتہ سال صرف 663.7 ملین ڈالر ملے تھے۔[22] اس کے علاوہ ملک میں جاری اصلاحاتی عمل کے ساتھ تعاون کی غرض سے بین الاقوامی ڈونرز کے تازہ وعدے بھی جاری رہے (باکس **4.3**)۔

جدول 4.10 : پاکستان کا سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات

ملین امریکی ڈالر

	جون 2015ء	ستمبر 2015ء	فرق
سرکاری بیرونی قرضہ و واجبات	**54,674.6**	**55,608.9**	**935.3**
سرکاری قرضہ	46,861.2	47,387.7	526.5
جس میں سے			
پیرس کلب	11,664.1	11,737.3	73.2
کثیر فریقی	24,262.7	24,146.1	-115.6
دیگر دوطرفہ	3,941.2	3,880.9	-60.3
یورو/صکوک بانڈ	4,550.0	5,050.0	500.0
تجارتی قرضے	300.0	100.0	-200.0
کثیر فریقی (ایس ٹی)	982.8	821.7	-161.1
تجارتی قرضے (ایس ٹی)	0	515.0	515.0
آئی ایم ایف	4,103.0	4,548.1	445.1
وفاقی حکومت	52.0	0.0	-52.0
مرکزی بینک	4,051.0	4,548.1	497.1
بیرونی واجبات	3,709	3,673	-36.0

ماخذ: اسٹیٹ بینک

20 اس بانڈ پر مقررہ حد سے زیادہ دوبار پیشکشیں کی گئیں اور کوپن ریٹ 8.25 فیصد تھا جو اپریل 2014ء میں جاری کردہ یورو بانڈ کی شرح کے مساوی ہے۔ جغرافیہ کو مدّنظر رکھا جائے تو 38 فیصد خریداری شمالی امریکہ نے کی، 38 ہی فیصد برطانیہ نے، 12 فیصد یورپ نے، اور 12 فیصد ایشیا نے کی۔

21 یہ رقم ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار سے مختلف ہے جس کی وجہ شرح مبادلہ کی قدر پیمائی ہے۔

22 اس میں سہ ماہی کے دوران آئی ایم ایف سے ملنے والی رقوم شامل نہیں ہیں۔

جدول 4.11 : سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی - پہلی سہ ماہی

ملین امریکی ڈالر

	م س15ء	م س16ء	باہمی فرق
سرکاری قرضہ(الف+ب+ج)	**1,171.6**	**896.9**	**-274.7**
اصل	958.7	697.1	-261.6
سود	212.9	199.8	-13.1
الف۔حکومتی قرضہ	620	811	191.4
اصل	439	645	205.6
سود	181	167	-14.3
ب۔آئی ایم ایف	533	63	-470.3
اصل	520	53	-467.2
سود	13	10	-3.1
ج۔زرمبادلہ واجبات	19	23	4.2
اصل	0	0	0.0
سود	19	23	4.2

ماخذ:اسٹیٹ بینک

باکس 4.3 : بین الاقوامی مالی اداروں کی طرف سے نئے قرضوں کا وعدہ

بین الاقوامی مالی ادارے ترقی پذیر ملکوں کے لیے مالی اور تکنیکی مدد کا اہم ذریعہ ہیں اور وہ انفراسٹرکچر کی ترقی اور ادارہ جاتی اصلاحات میں معاونت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔حالیہ برسوں میں پاکستان کے بجلی کے شعبے کو ایشیائی بینک اور عالمی بینک سے کافی مدد ملی ہے۔ان دونوں عالمی مالی اداروں کی طرف سے منصوبہ جاتی مالکاری معاہدوں کا مختصر خاکہ ذیل میں دیا جارہا ہے:

ایشیائی بینک

توانائی کے شعبے میں پائیدار اصلاح کا پروگرام-ذیلی پروگرام 2 : یہ پروگرام بجلی کے شعبے میں بھاری قرضوں سے نمٹنے کی غرض سے پالیسی اقدامات میں معاونت کرے گا، اس کے ساتھ ساتھ یہ مارکیٹ کی اصلاحات کو آگے بڑھائے گا تاکہ سرکاری شعبے کی بجلی کمپنیوں کی کارگزاری بہتر بنائی جائے اور نجی شعبے کی شراکت بڑھا کر مسابقت کو فروغ دیا جائے۔ ایشیائی بینک نے اس پروگرام کے لیے 20 نومبر 2015ء کو 400 ملین ڈالر کا قرضہ منظور کیا(جس میں سے 100 ملین ڈالر عام سرمایہ جاتی وسائل (او سی آر) کے تحت ہیں)۔[23]

بجلی کی تقسیم بڑھانے کا دوسرا سرمایہ کاری پروگرام : اس سرمایہ کاری پروگرام کا مقصد بجلی کے شعبے کی مالی بقا کو بہتر بنانا ہے۔بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو جدید میٹرنگ انفراسٹرکچر سے متعارف کرا کے یہ پروگرام نہ صرف بجلی کا میٹرنگ اور بلنگ نظام بہتر بنائے گا بلکہ نقصانات کو گھٹانے اور محاصل کو بہتر بنانے میں بھی مدد دے گا۔ایشیائی بینک نے 20 نومبر 2015ء کو تقریباً ایک ارب ڈالر قرضہ تعاون منظور کیا ہے(جس میں سے 970 ملین ڈالر او سی آر کے تحت ہیں)۔

سڑکوں کی بہتری کا سندھ صوبائی منصوبہ : ایشیائی بینک نے 12 اکتوبر 2015ء کو 197.8 ملین ڈالر کی منظوری دی ہے جس کا مقصد سندھ میں شاہراہوں کی بحالی ہے۔اس مجوزہ منصوبے سے شہری مراکز اور مقامی منڈیوں کے مابین رابطہ بہتر ہوگا۔

قومی موٹروے ایم-4 گوجرہ-شورکوٹ سیکشن منصوبہ : ایشیائی بینک نے 30 ستمبر 2015ء کو 178 ملین ڈالر کا قرضہ تعاون منظور کیا جس سے گوجرہ کو شورکوٹ سے ملانے والی ایم4 موٹروے تعمیر کی جائے گی۔اس کے ساتھ ساتھ ایشیائی بینک اس منصوبے کے لیے ڈی ایف آئی ڈی سے 92 ملین ڈالر گرانٹ لینے کی بھی کوشش کرے گا۔

23 'او سی آر' ایشیائی ترقیاتی بینک کے قرض گاری پول پر مشتمل ہے جو پست آمدنی سے متوسط آمدنی تک کے ملکوں کو رقوم فراہم کرتا ہے۔'او سی آر' کی کارروائیاں متنوع ہیں،اس کی رقوم کے اہم ذرائع میں اداشدہ سرمایہ، بچت کردہ آمدنی،اور قرضے کے اجرا سے حاصل شدہ آمدنی شامل ہیں۔ایشیائی بینک عالمی سرمایہ منڈیوں میں قرضہ جاری کرتا ہے اور اس کی قرضہ تمسکات قرضے کی درجہ بندی کرنے والے عالمی اداروں سے،عمدہ سرمایہ کاری درجے کی حامل ہوتی ہیں۔

سیلاب سے بچاؤ کے لیے تعمیرِ نو منصوبہ : یہ منصوبہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کی معاشی اور سماجی بحالی میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے ترجیحی انفراسٹرکچر کو بحال کرے گا اور تعمیرِ نو کرے گا۔ اس منصوبے کے لیے ایشیائی بینک نے 30 جون 2015ء کو 220 ملین ڈالر سے زائد کی معاونت منظور کی ہے۔

عالمی بینک

بعد از آفت بحالی کا منصوبہ : عالمی بینک نے 2 جون 2015ء کو 125 ملین ڈالر کی منظوری دی جس کا مقصد سیلاب سے بچاؤ کے انفراسٹرکچر کی بحالی اور آفات اور موسمی تغیرات سے نمٹنے کی سرکاری استعداد کو مستحکم بنانا ہے۔

مالی طور پر پائیدار اور شمولیتی نمو : عالمی بینک نے 18 جون 2015ء کو 125 ملین ڈالر کا قرضہ منظور کیا جو نجی اور مالی شعبے کی ترقی کے ذریعے اقتصادی نمو بڑھانے کی غرض سے دیا جائے گا۔ اس منصوبے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ محاصل اکٹھے کیے جائیں تاکہ سماجی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مالی گنجائش بڑھائی جائے۔

سندھ کے بیراجوں میں بہتری لانے کا منصوبہ : گدو بیراج کو قابلِ بھروسہ اور اس کی سلامتی کو بہتر بنانے کی غرض سے ایک منصوبے کے لیے عالمی بینک نے 19 جون 2015ء کو 188 ملین ڈالر منظور کیے۔ اسی منصوبے کے تحت سندھ کے محکمہ آبپاشی کی استعداد بڑھائی جائے گی تاکہ وہ بیراجوں کا انتظام بہتر طور پر چلا سکے۔

فاٹا کے عارضی بے گھر افراد کے لیے مدد : وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقے (فاٹا) کے عسکریت پسندی سے متاثرہ علاقوں کے خاندانوں کی بحالی، بچوں کی صحت کی دیکھ بھال، اور ہنگامی صورتحال میں مدد کا نظام مستحکم بنانے کے لیے عالمی بینک نے 26 اگست 2015ء کو 75 ملین ڈالر منظور کیے۔

سیکنڈ ڈیولپمنٹ پالیسی کریڈٹ : عالمی بینک نے ایک منصوبے کے لیے 12 نومبر 2015ء کو 500 ملین ڈالر کی منظوری دی جس کا مقصد توانائی کے شعبے میں جاری اصلاحاتی عمل میں مدد دینا ہے، اس سے توانائی کے شعبے کی مالی، تکنیکی اور تجارتی کارکردگی بہتر ہو جائے گی۔

پانی کے شعبے کی استعداد کاری اور مشاورتی خدمات کا منصوبہ : اس منصوبے کا مقصد دریائے سندھ کے طاس کا انتظام بہتر بنانا، منصوبہ بندی اور آبی وسائل کو اس طرح ترقی دینا ہے کہ ماحولیاتی اور سماجی پہلوؤں پر بھی نظر رکھی جائے۔ عالمی بینک نے 21 دسمبر 2015ء کو اس کے لیے 35 ملین ڈالر منظور کیے۔

ماخذ: عالمی بینک اور ایشیائی بینک کی ویب سائٹس

بیرونی قرضے کی واپسی

م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیرونی قرضے کی واپسی میں گذشتہ سال کی اسی مدّت کے مقابلے میں 274.7 ملین ڈالر کمی آ گئی (**جدول 4.11**)۔ اس کی اہم وجہ آئی ایم ایف کو رقوم کی واپسی میں ہونے والی کمی تھی۔ اس کے برعکس سرکاری قرضے کی واپسی ان وجوہ سے بڑھ گئی (i) کثیر طرفی ڈونرز کو واپسی میں اضافہ، اور (ii) اس مدّت کے دوران عرصیت پوری کرنے والے تجارتی قرضے۔ اس کے علاوہ بیرونی قرضوں کی واپسی رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں بڑھنے کی توقع ہے کیونکہ م س 06ء میں جاری کیے گئے دس سالہ یورو بانڈ کی عرصیت پوری ہونے والی ہے (**تفصیل کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ م س 15ء**)۔